تجھے کتاب الٰہی میں اس کا حل نہ ملے؟'' بتایا: تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے تحت۔ فرمایا: ''سنت نبوی میں نہ پائے؟'' بتایا: ''تب میں اپنی سمجھ کے مطابق حق تک رسائی کی کوشش میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا''۔ حسب توقع جواب پا کر اللہ کے پیغمبر ﷺ نے (خوشی و محبت سے) اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: ''ہر تعریف اسی اللہ کے شایان شان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی، جس سے رسول اللہ ﷺ راضی ہو۔''☆

☆ یہ حدیث فقہاء اور اصولیین کے ہاں مشہور ہے، اور اسے اصول فقہ میں بنیادی حیثیت دی جاتی ہے اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے جو استدلال لیا ہے، وہ بھی درست ہے۔ لیکن اس کی سند میں (عن أناس من أهل حمص / من أصحاب معاذ ﷺ) ہے۔ اسی لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''اس کی اور کوئی سند ہم نہیں جانتے اور یہ سند متصل نہیں ہے''۔ (3/616)

روایت میں اس نقص کے علاوہ درایت کے لحاظ سے بھی اس کا یہ جملہ محل نظر ہے: ''قال: **فإن لم تجد في كتاب الله؟** قال: فبسنة رسول الله'' چنانچہ فقہاء اسلام میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ جس مسئلہ میں آیت قرآنی ملے اس میں حدیث نبوی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ حدیث نبوی کلام الٰہی کی شرعی توضیح اور تفسیر ہے۔ لہٰذا ہر مسئلہ کو قرآن و حدیث دونوں کی روشنی میں حل کرنا ضروری ہے۔ ہاں ان دونوں میں نہ ملے تو قیاس سے کام لینا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے کہا: پہلے پہل ہم فیصلہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہم اس لائق تھے۔ پھر اللہ نے ہمیں توفیق دی۔ تم میں سے کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو قرآن کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے۔ اگر وہ مسئلہ قرآن میں نہ ہو تو نبی اکرم ﷺ کے سنت کے تحت فیصلہ کرنا چاہئے۔ اگر کتاب و سنت میں وہ مسئلہ نہ ملے تو نیکو کاروں کے نقش قدم پر چلے۔ اگر کتاب و سنت کے علاوہ سلف صالحین سے بھی وہ مسئلہ نہ ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور ایسی ضرورت کے وقت یہ نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں کیونکہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں پس شک والی چیز کو چھوڑ کر اسے اختیار کرو جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ حضرت عمر ﷺ نے شریح کو بھی ایسی ہی نصیحت لکھ بھیجی تھی۔

(دیکھیے: سنن النسائی، کتاب آداب القضاة باب الحکم باتفاق أهل العلم **8 / 230**)

باب الفتاویٰ

طہارت، روزہ، سفارش

بلال احمد قاضی جمعیت اہل حدیث بلتستان

سوال(۱): ہمارے ہاں عام لوگ دو سال سے کم عمر بچوں کے پیشاب کو دھوئے بغیر نماز ادا کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: "ابھی بچہ فرشتہ ہے"۔ کیا یہ عمل درست ہے؟ (عبدالقیوم ڈوغنی)

جواب: بچہ جب تک ماں کے دودھ ہی پر انحصار کرتا ہو، اس وقت تک لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے۔ اگر بچی ہو تو اس پر پانی بہانا ضروری ہے۔ لیکن جب بچہ دوسری غذا بھی استعمال کرنے لگے، تو بلا امتیاز تذکیر و تانیث پیشاب کا دھونا ضروری ہے۔ بچہ فرشتہ نہیں ہے، فرشتوں کو پیشاب نہیں آتا۔

عن علی ﷺ قال: قال رسول اللہ ﷺ **"بول الغلام ینضح علیه و بول الجاریة یغسل"** "بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکانا کافی ہے، بچی کے پیشاب کو دھونا چاہیے"۔ قال قتادة: "ھذا ما لم یطعما، فإن طعما غسل بولھما" اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قتادہؒ نے کہا: یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک بچہ ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور غذا استعمال نہ کرے، جب دوسری غذا کھانے لگے تو ہر پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔ [رواہ احمد قال الحافظ : اسنادہ صحیح ۔بحوالہ :فقه السنة]

سوال(۲): ایک عورت نے ماہ رمضان میں مخصوص ایام پورے ہونے اور ماہواری بند ہونے پر سحری کھالی اور روزہ رکھ لیا۔ علامت طہر نہ دیکھنے کی وجہ سے نماز فجر نہ پڑھی، دن چڑھے علامت طہر نظر آئی۔ کیا اس کا روزہ صحیح ہے؟ اور کیا انقطاع دم کافی ہے یا علامت طہر نظر آنا ضروری ہے؟ (عبدالرحیم امجد)

جواب: جب تک علامت طہر یعنی چونا رنگ یا اس سے ملتے جلتے رنگ کا سفید پانی نظر نہ آئے، عورت کو جلد بازی میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ صرف خون کا بند ہو جانا کافی نہیں۔ اس لیے اس عورت کا روزہ صحیح نہیں۔ اس دن کی قضا کر لینا ضروری ہے۔ چونہ نما پانی جاری نہ ہو تو روئی وغیرہ کے ذریعے پتہ کر لینا چاہیے۔ البتہ مخصوص ایام میں زردی مائل یا گدلے رنگ کی رطوبت کا نکلنا حیض نہیں ہے۔ ام عطیة رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: " کنا لا نعد الکدرة والصفرة بعد الطھر شیئا" یعنی "ہم طہر واقع ہونے کے بعد مٹیالے اور زرد رنگ کی رطوبتوں کو کچھ بھی شمار نہ کرتی تھیں"۔

[رواہ ابو داؤد فی السنن]